بسم اللہ الرحمن الرحیم

تطہیر و تقدیس

منبر و محراب

تالیف

سید محمد حسین زیدی برستی

نزد مین ڈاکخانہ لاہوری گیٹ چنیوٹ

ناشر

ادارہ نشر و اشاعت حقائق الاسلام

نام کتاب	تطہیر وتقدیس منبر ومحراب
نام مؤلف	سید محمد حسین زیدی برتی
ناشر	ادارہ نشر واشاعت حقائق الاسلام چنیوٹ
کمپوزنگ	**الرحمن** کمپیوٹر کمپوزنگ سنٹر چنیوٹ (0333-9794804)
تعداد	ایک ہزار
مطبع	معراج دین پرنٹنگ پریس لاہور
طبع	اول جنوری 2007

مولف کی تالیفات ایک نظر میں

1	شیخ احمد احسائی مسلمانان پاکستان کی عدالت میں	طبع دوم	مطبوعہ	موجود ہے
2	شیعہ جنت میں جائیں گے مگر کونسے شیعہ	طبع دوم	مطبوعہ	موجود ہے
3	تبصرہ المعصوم علی اصلاح الرسوم وایضاح الموہوم	طبع دوم	مطبوعہ	موجود ہے
4	شیعہ علماء سے چند سوال	طبع دوم	مطبوعہ	موجود ہے
5	نور محمد ﷺ اور نوع نبی وامام	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
6	شیخیت کیا ہے اور شیخی کون	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
7	العقائد الحقیہ والفرق بین الشیعہ والشیخیہ	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
8	خلافت قرآن کی نظر میں	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
9	امامت قرآن کی نظر میں	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
10	ولایت قرآن کی نظر میں	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
11	حکومت الہیہ اور دنیاوی حکومتیں	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
12	فلسفہ تخلیق کائنات درنظر قرآن	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
13	شیعہ اور دوسرے اسلامی فرقے	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
14	شعار شیعہ اور رمز تشیع کیا ہے اور کیا نہیں ہے	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
15	بشریت انبیاء و رسل کی بحث	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
16	تحفہ اشرفیہ بجواب تحفہ حسینہ	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
17	آیت تطہیر اور قرآن کا درس توحید	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
18	معجزہ اور ولایت تکوینی کی بحث	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
19	شریعت کے مطابق تشہد کیسے پڑھنا چاہیے	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
20	سوچیے کل کے لیے کیا بھیجا ہے	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
21	تعیین افراد مباہلہ یا تعارف اہل بیت پیغمبرؐ	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
22	حیثیت ومقام انسانی اور خلافت کی کہانی	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
23	شیخیت کیا ہے اور شیخیت کا شیعہ علماء سے ٹکراؤ	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
24	اصل حقیقت کیا ہے؟ بجواب شہادت ولایت علی نا قابل تردید حقیقت	//	مطبوعہ	موجود ہے
25	تطہیر وتقدیس منبر ومحراب	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
26	کشف الحقائق وشرح دقائق	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ و السلام علی اشرف الا نبیا ء والمرسلین و الہ الطیبین الطاھرین المعصومین ۔ اما بعد فقد قال اللہ تبارک و تعالیٰ فی کتابہ الکریم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ان الدین عندا للہ الاسلام

ترجمہ: تحقیق دین نزدیک اللہ کے اسلام ہے

تمہید: الاسلام یعنی سراسر خدا ہی کے سامنے سر تسلیم خم کرنا اور صرف اور صرف اسی کی اطاعت کرنا اور صرف اسی کو اپنا حاکم ماننا، اسی کو توحید کہتے ہیں خداوند تعالی نے اسی توحید کی تبلیغ کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیا بھیجے اور آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت ختمی مرتبت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ تک سب کے سب انبیاء و رسل اور ہادیان دین اسی الاسلام کی تبلیغ کرتے رہے۔

حضرت نوح علیہ السلام نے اسی الاسلام کے لئے اپنی قوم سے تکلیفیں جھیلیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسی الاسلام کے لئے نمرود سے مبارزہ کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسی السلام کے لئے فرعون سے ٹکر لی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسی السلام کے لئے بادشاہ وقت کے قہر وغضب کے زیر عتاب رہے اور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ نے اسی السلام کے لیے اپنی قوم فراعنۂ قریش کے مظالم سہے اور اذیتیں اٹھائیں۔ حتیٰ کہ دین اسلام تکمیل کو پہنچا اور حفاظت کے لئے آئمہ اطہار کے سپرد کردیا گیا۔ لہذا انھوں نے دین اسلام کی اس طرح سے حفاظت کی جیسے کہ اس کی حفاظت کرنے کا حق تھا۔ آئمہ علیہم السلام میں سے ہر ایک نے اپنے اپنے زمانہ کے حالات کے مطابق دین اسلام کی حفاظت کی مگر دو موقعوں پر دین اسلام ایسے حالات سے گزرا کہ اگر ان دو موقعوں پر اپنے مخصوص انداز سے اسلام کو نہ بچایا جاتا تو اسلام کا نام لیوا کوئی نہ رہتا۔ ایک پیغمبر گرامی اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ کی وفات

کے عین بعد حضرت علی علیہ السلام نے اپنے مخصوص انداز میں اسلام کو بچایا اور دوسرے جب یزید ابن معاویہ سریر آرائے سلطنت ہوا تو حسینؑ ابن علی علیہ السلام نے اپنے مخصوص انداز سے اسلام کو بچایا۔

اسی لئے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ نے ان دونوں ہستیوں میں سے حضرت علیؑ کے لیے فرمایا تھا کہ:

علی " منی و انا من علی " علی مجھ سے اور میں علی سے ہوں

اور امام حسین علیہ السلام کے لئے فرمایا کہ

"**حسین منی و انا من الحسین** " حسین مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ کے بعد جب انقلاب کی آندھی چل رہی تھی تو فاتح بدر و احد۔ فاتح خیبر و خندق اور فاتح معرکہ حنین کا شمشیر نیام سے نہ نکالنا۔ اسلام کی حفاظت کا ایک انداز تھا اسی لئے آپ نے فرمایا تھا کہ اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ سارا عرب مرتد ہو جائے گا تو میں سارا معاملہ ہی الٹ پلٹ کر دیتا۔ اسلام کے خلاف کیا ہو جاتا ؟ تو اس کا اندازہ جنگ تبوک سے واپسی پر عقبہ کی گھاٹی میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ کی ہلاک کرنے کی کوشش سے لگایا جا سکتا ہے جو سورہ توبہ کی آیت **و هموا بما لم ینالوا** ۔ اور انھوں نے جو ارادہ کیا تھا اس میں وہ کامیاب نہ ہو سکے۔ سے لگایا جا سکتا ہے اور حج آخر کے موقع پر نازل ہونے والی آیت "**واللہ یعصمک من الناس** " سے بھی عیاں ہے کہ دس ہجری کے آخر میں جب آنحضرت کی حیات طیبہ میں صرف اور صرف ڈھائی مہینے باقی تھے اور اس وقت سوائے مسلمانوں کے آپ کے ساتھ اور کوئی نہ تھا۔ یہ پیغمبر کو کس سے خطرہ تھا جن کے شر سے بچانے کا خدا وعدہ کر رہا ہے۔

آخر خدا نے ایسے ہی تو نہیں فرمایا تھا کہ منکم من یرید الدنیا تم میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جو صرف دنیا کے طلبگار ہیں اور تریدون عرض الدنیا ۔ اور تم تو صرف

مال و متاع دنیا کے طلبگار رہو۔

لہذا اگر پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کی وفات کے بعد حضرت علی علیہ السلام تلوار کو نیام سے نکال لیتے تو وہی ہوتا جو خود حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا تھا۔ اسی لئے جب انقلاب برپا کرنے والوں کی زیادتیوں کے خلاف فاطمہ زہر سلام اللہ علیہا نے حضرت علی علیہ السلام سے احتجاج کیا اور بدر و احد اور خیبر و خندق اور حنین کی شجاعت یاد دلائی تو اس وقت موذن اذان دے رہا تھا۔ جب موذن اشھد ان محمد رسول اللہ پر پہنچا تو حضرت علیؑ نے حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیھا سے مخاطب ہوکر فرمایا بدر و احد اور خیبر و خندق اور جنگ حنین کی شجاعت آج بھی دکھائی جا سکتی ہے مگر موذن نے یہ جو کچھ کہا ہے یہ ختم ہو جائیگا یہ سب مٹ جائیگا، اسلام نہ رہے گا اور سارا عرب مرتد ہو جائے گا۔

اب حضرت علی علیہ السلام کے تلوار سے نیام نہ نکالنے کو چاہے کوئی جس طرف چاہے لے جائے مگر حضرت علیؑ نے جس وجہ سے تلوار نہیں نکالی وہ خود انھوں نے بتلا دی ہے ۔یہ بھی ایک انداز تھا اسلام کے بچانے کا۔ اور جب یزید سریر آرائے سلطنت ہوا تو حسین علیہ السلام نے دوسرے انداز سے اسلام بچانے کی طرح ڈالی ۔ کیا کوئی تصور کر سکتا ہے کہ ان ہستیوں کے نزدیک اسلام کی کیا قدر و قیمت تھی جس کی حفاظت کے لئے تمام اصحاب و انصار اور تمام عزیز و اقارب راہ خدا میں قربان کر دیے اور خود بھی راہ خدا میں شہید ہو گئے

امام حسینؑ کا کربلا میں صدائے استغاثہ

یہ بات مسلمہ تاریخیہ سے ہے کہ کربلا کے میدان میں حسینؑ نے ایک صدائے استغاثہ بلند کی تھی ۔ ھل من ناصر ینصرنا ۔ ہے کوئی جو ہماری مدد کرے اور امام حسین یہ صدائے استغاثہ ابتدائے جنگ سے لے کر اپنی شہادت سے ذرا پہلے تک کرتے رہے ۔ یہاں پر قابل غور بات یہ ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے روز عاشورہ یہ صدائے استغاثہ کیوں بلند کی

۔کیا جنگ میں اپنا ساتھ دینے کے لئے بلانے کے لئے یہ استغاثہ تھا تو شب عاشور شمع گل کر کے اپنے ساتھ آنے والوں کو چلے جانے کی اجازت کیوں دی پھر آغاز جنگ ہونے سے پہلے تو ایسی صدائے استغاثہ کو اپنا ساتھ دینے کے لئے بلانے کی غرض سے تصور کیا جا سکتا تھا۔لیکن تاریخ یہ کہتی ہے کہ امام حسینؑ نے یہ صدائے استغاثہ صبح سے بلند کرنا شروع کر دیا تھا اور ہر صدائے استغاثہ پر کچھ اسلام کے شیدائی اور شمع امامت کے پروانے ادھر سے اُدھر آئے بھی اور امام علیہ السلام سے اجازت جنگ لے کر جام شہادت بھی نوش کیا لیکن تاریخ یہ کہتی ہے کہ امام حسین علیہ السلام یہ صدائے استغاثہ بار بار لگاتے رہے حتیٰ کہ جب سب اصحاب و انصار شہید ہو گئے سب عزیز و اقارب شہید ہو گئے اور حضرت عباس علمدار بھی شہید ہو گئے اور خود میدان قتال میں یک و تنہا رہ گئے تو اس وقت بھی امام حسین علیہ السلام نے یہ صدائے استغاثہ بلند کی ''ھل من ناصر ینصرنا۔ھل من مغیث یغیثنا'' ہے کوئی جو ہماری مدد کو پہنچے۔ہے کوئی جو ہماری فریاد رسی کرے۔بلکہ عام طور پر تو اسی صدائے استغاثہ کا بیان ہوتا ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے تمام اصحاب و انصار و تمام عزیزوں کی شہادت کے بعد جب آپ خود بھی زخمی تھے یہ صدائے استغاثہ بلند کی تھی۔

دل نہیں مانتا کہ اس وقت جب سب اصحاب و انصار شہید ہو گئے اور قاسم و اکبر بھی شہید ہو گئے اور عباس علمدار بھی شہید ہو گئے اور خود بھی زخمی ہوں تو کیا کوئی یہ تصور کر سکتا ہے کہ اس وقت امام حسین علیہ السلام نے خود کو بچانے کے لئے کسی کو امداد کے لئے پکارا ہوگا اور کسی سے فریاد رسی کے لئے فریاد کی ہوگی۔نہیں ہرگز نہیں اب یہ استغاثہ اور یہ فریاد کربلا میں موجود لوگوں سے نہیں تھی بلکہ حسینؑ کی یہ آواز جو کربلا میں گونج رہی تھی تاریخ کے اوراق میں محفوظ ہوگئی ہے جو قیامت تک آنے والے مسلمانوں کے کانوں میں روزانہ ھل من ناصر ینصرنا کی صدائے استغاثہ کی گونج پیدا کرتی رہے گی۔اور یہ کہتی رہے گی کہ دیکھو

میں نے اسلام کو بچانے کے لیے اپنا سارا گھر بھر قربان کردیا ہے اب یہ امانت تمہارے حوالے ہے اب اسے بچانا تمہارا کام ہے لہذا ہے کوئی جو اسلام کو بچانے میں میری مدد کرے۔

ہماری مجالس کا اسلام کے بچانے میں کردار

اب ذرا غور کیجیے موجودہ حالات پر کہ ہمارے یہاں تقریباً ہر ذاکر، ہر واعظ اور ہر مجلس خوان مقرر یہ کہتا ہے کہ اس مجلس میں فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا خود تشریف لائی ہوئی ہیں اگر ایسا ہے تو وہ ذاکر و واعظ اور مجلس خوان مقرر صحیح اور حقیقی دین اسلام کی تبلیغ کرتا ہوگا تو یقیناً حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا ضرور خوش ہوتی ہوں گی کہ ہمارے ماننے والے دراصل ہماری مدد کر رہے ہیں اور حسین علیہ السلام کی روز عاشورہ کی فریاد پر لبیک کہہ رہے ہیں لیکن اگر وہ ذاکر وہ مقرر اور واعظ اسلام کو مٹانے میں لگا ہوا اور غلو اور تفویض کے افکار و نظریات کو فضائل کہہ کر بیان کر رہا ہو تو اس صورت میں کیا کہتی ہوں گی وہ کہ ہائے میرے لال نے تو اسلام کو بچانے کے لیے سارا گھر بار قربان کردیا اور یہ ذاکر، یہ واعظ، یہ مجلس خوان اسی حسین کے منبر سے اسلام کو مٹانے میں لگا ہوا ہے اور شرک پھیلا رہا ہے۔ روایت ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ نے ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ میرے منبر پر بندر کود رہے ہیں اس پر آنحضرتؐ بہت ہی محزون و مغموم ہوئے ہمارے مفسرین اس کی تفسیر و تعبیر بنی امیہ سے کرتے ہیں۔ لیکن حقیقت میں ہر وہ شخص جو منبر پر دین مبین اسلام کو مٹانے پر تلا ہوا ہو وہ بھی اس خواب کی تعبیر میں شامل ہے۔ بنی امیہ کا قصور بھی اس سے زیادہ تو نہ تھا کہ وہ دین مبین اسلام کو مٹانے پر تلے ہوئے تھے اور دین اسلام کے سربراہ بن کر یہ سب کام کر رہے تھے آج دین مبین اسلام کے مبلغ بن کر جو بھی دین مبین اسلام کو مٹانے کے کام میں لگا ہوا ہے وہ دین مبین اسلام کو مٹانے میں بنی امیہ ہی کی پیروی کر رہا ہے۔

ہم عزاداری کیوں کرتے ہیں؟

یہ عزاداری جو ہم برپا کرتے ہیں یہ ہم صرف اور صرف اس لئے کرتے ہیں کہ یہ ہمارے آئمہ معصوم علیہم السلام کا فرمان ہے۔ ہمارے آئمہ علیہم السلام نے ان مجالس کے برپا کرنے کی ہمیں تاکید فرمائی ہے۔لہذا ہمیں دیکھنا یہ چاہیے کہ جب آئمہ اطہار علیہم السلام نے ہم کو عزاداری برپا کرنے کی تاکید کی ہے اور دعوت دی ہے تو انھوں نے اس عزاداری کے رائج کرنے کے لیے کوئی ہدف اور مقصد بھی ضرور بیان کیا ہوگا یا انھوں نے ہمیں صرف مصائب اہل بیت بیان کر لینے اور ان کے غم میں چند آنسو بہا لینے پر اکتفا کرنے کا کہا ہے۔

اس سلسلے میں ہمیں معصومین علیہم السلام سے بہت سی روایات ملتی ہیں۔ان میں سے صرف دو روایات پیش خدمت ہیں

نمبر 1:قال ابو عبید اللہ (الصادق) علیہ السلام بفضیل بن یسار اتجلسون وتتحدثون؟ قال نعم جعلت فداک قال علیہ السلام ان تلک المجالس احبھا فاحیوا امر نافرحم اللہ من احیا امرنا''

المجالس الفاخرۃ۔ماتم العشرۃ الطاہرص 270

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فضیل بن یسار سے پوچھا اے فضیل کیا تم لوگ ہمارے جد بزرگوار امام حسین علیہ السلام کی مصیبت پر مجالس منعقد کرتے ہو اور ان کی مصیبت کا ذکر کرتے ہو۔فضیل نے کہا، ہاں مولا۔ہماری جانیں آپ پر فدا ہوں ہم ایسی مجالس برپا کرتے ہیں امامؑ نے فرمایا میں ان مجالس کو پسند کرتا ہوں۔پس تم ہمارے امر کو زندہ کرتے ہو خدا اس شخص پر رحم کرے جو ہمارے امر کو زندہ کرے۔

نمبر 2: علی ابن بابویہ قمی نے امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا۔

" من تذکرہ مصابنا و بکیٰ لما بما ارتکب کان معنافی درجاتنا یوم القیامۃ

۔ ومن ذکر مصابنا فبکی وابکی لم تبک علیه یوم تبکی العیون۔ ومن جلس مجلساً یحی فیه امرنا ، لم یمت قلبه یوم تموت القلوب "

(نفس المہموم ص 40)

امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں ۔ جو ہماری مصیبت کا ذکر کریگا اور ہمارے مصائب پر روئے گا وہ روز محشر ہمارے ساتھ ہمارے ہی درجے میں ہوگا۔ جو ہمارے مصائب کو بیان کرے گا اور روئے اور رلائے گا قیامت کے دن وہ آنکھ نہیں روئے گی جب یہ آنکھ رو رہی ہوگی ۔اور جو شخص کسی ایسی مجلس میں بیٹھے گا کہ جہاں ہمارے امر کو زندہ کیا جاتا ہو،تو اس کا دل روز قیامت زندہ رہیگا۔ جب کہ اس دن تمام دل مردہ ہو جائینگے ۔

ان دونوں روایات سے واضح ہوا کہ آئمہ علیہم السلام نے عزاداری کا اصل ھدف امر آئمہ کو زندہ کرنا بتایا ہے اور عزاداری کو امر آئمہ کے احیاء سے تعبیر کیا ہے اور فرمایا ہے کہ تم ایسی مجالس عزا برپا کرو کیونکہ ہم ایسی مجالس کو پسند کرتے ہیں جن میں ہمارے امر کا احیاء کیا جائے ۔لہذا اگر کسی عزاداری کی سمت اور جہت امر آئمہ کی طرف نہ ہوتو ایسی عزاداری کم از کم آئمہ علیہم السلام کو ہرگز پسند نہ ہوگی ۔

امر آئمہ کیا ہے؟

اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ امر آئمہ کیا ہے جس کے زندہ کرنے کی امام فرمائش کررہے ہیں،بہت سی احادیث آئمہ علیہم السلام سے اس موضع کی وارد ہوئی ہیں جن میں مجالس عزا برپا کرنے کی غرض وغایت امر آئمہ کے احیاء کو بیان کیا گیا ہے اور احیا کا مطلب ہے زندہ کرنا جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ یہ امر مرگیا ہے اسے زندہ کرنا ہے اب یہ امر آئمہ کیا ہے جسے زندہ کرنا ہے؟

ہم اس مسئلہ پر ایک اور زاویہ سے غور کرتے ہیں آئمہ معصومین علیہم السلام نے زیارت امام حسین علیہ السلام کے لئے بے انتہا ثواب لکھے ہیں یہاں تک کہ معصوم فرماتے ہیں کہ "امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے ثواب اور اجر کا حساب لگانا انسان کی عقل سے باہر ہے۔صرف خداوند متعال کی ذات ہی اس کے اجر و ثواب کا حساب لگا سکتی ہے۔

مگر دوسری طرف مخالفین اس کے برعکس کوئی نشان قبر حسین تک مٹانے پر تلا ہوا ہے کہ کوئی اس کی زیارت کو نہ آئے اور کوئی ذکر حسینؑ کو روکنے پر کمر بستہ نظر آتا ہے۔

چنانچہ منصور دوانقی ، ھارون الرشید، متوکل عباسی اور عبدالعزیز ابن محمد ابن آل سعود نے قبر مطہر کے نشان تک مٹائے اور زائرین امام حسینؑ پر جو ظلم ڈھائے ان سے تاریخ کے اوراق بھرے ہوئے ہیں۔ذرا سوچیئے!

ان ذوات مقدسہ کی قبروں سے جنہیں دنیا سے گزرے ہوئے ایک عرصہ گزر چکا ہے ان حکومتوں کو کیا خطرہ تھا اور وہ زائرین حسین پر طرح طرح کے ظلم کیوں ڈھاتی تھیں ؟ کیا انھیں ان قبروں سے کوئی خطرہ تھا؟ یا انھیں ان قبروں کے بے بس اور مجبور زائرین سے کوئی خطرہ تھا؟ جن پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے جاتے تھے یا پھر زیارت حسین علیہ السلام میں اور زیارت کے کلمات میں کوئی ایسا پیغام پوشیدہ ہے جو صاحبان فکر و شعور میں تحرک کا سبب اور ظلم اور ظالم اور استعمار و استکبار کی موت کا پیش خیمہ ثابت ہو سکتا ہے۔

زیارت امام حسینؑ کے معنی خیز کلمات اور اس میں پنہاں پیغام

امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے کلمات ان جملوں سے شروع ہوتے ہیں

السلام علیک یا وارث آدم صفی اللہ ۔ السلام علیک یا وارث نوح نبی اللہ السلام علیک یا وارث ابراهیم خلیل اللہ ، السلام علیک یا وارث موسیٰ کلیم اللہ ۔ السلام علیک یا وارث عیسیٰ روح اللہ ۔

السلام علیک یا وارث محمد حبیب الله ۔

یعنی سلام ہو آپ پر اے حسینؑ جو کہ آدم صفی اللہ کے وارث ہیں جو نوح نبی اللہ کے وارث ہیں جو ابراہیم خلیل اللہ کے وارث ہیں جو موسیٰ کلیم اللہ کے وارث ہیں جو عیسیٰ روح اللہ کے وارث ہیں جو حبیب خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ کے وارث ہیں ۔

ذرا غور کریں ہم نے جو حسین علیہ السلام کو آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم الانبیاء تک ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیا کا وارث قرار دیا ہے وہ کونسی وراثت ہے کہ امام حسین جس کے وارث ہیں ۔ کیا وہ کوئی دنیاوی دولت ہے؟ یا وہ سونے اور چاندی کے ذخائر ہیں؟ یا وہ کوئی جائیداد ہے؟ اگر نہیں تو ماننا پڑے گا کہ انبیا علیہم السلام کی وراثت وہ ھدف اور الٰہی مشن ہے کہ جس کی تکمیل کے لئے خداوند تعالیٰ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کو بھیجا اور حسینؑ اسی ھدف اور الٰہی مشن کے وارث ہیں اور وہ الٰہی مشن ہے

"ان اقیموا الدین" (الشوریٰ ۔13)

تمام انبیاء سے یہ عہد لیا تھا کہ وہ دین کو قائم رکھیں گے اور وہ دین ہے"

رضیت لکم الا سلام دیناً (المائدہ ۔3)

میں نے تمہارے لیے الاسلام کو دین کے طور پر پسند کیا ہے ۔

یعنی صرف اسی کے سامنے سر تسلیم خم کرنا اور کسی کے سامنے نہیں ۔ بس اسی کی اطاعت کرنا اور کسی کی نہیں بس اسی کو حاکم ماننا اور کسی کو نہیں ۔ یہی امر آئمہ علیہم السلام ہے جس کا آئمہ علیہم السلام نے احیاء کیا اور جس کو زندہ کرنے کی مجالس حسینی میں تاکید فرمائی ہے اور اسی کے لئے امام حسین علیہ السلام نے کربلا کے میدان میں صدائے استغاثہ بلند کی تھی "ھل مین ناصر ینصر نا" ہے کوئی ہماری مدد کرنے والا جو ہمارے امر کو زندہ کرنے میں ہماری مدد کرے

دین کو زندہ رکھنے کے لئے کس بات کی ضرورت ہے؟

خداوند تعالیٰ نے تمام انبیاء کو دین کے قائم رکھنے کا مشن سونپا ہے لہذا دین کو قائم رکھنے کے لئے اصول دین کو جاننا ضروری ہے ۔بعض علماء و متکلمین شیعہ نے اصول دین پانچ قرار دیئے ہیں ۔یعنی توحید، عدل، نبوت، امامت اور قیامت اور بعض علماء اور متکلمین شیعہ نے ان کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے اور انھیں اصول دین و ایمان کہا ہے اصول دین میں توحید، نبوت، اور معاد یا قیامت کا بیان ہے ۔یعنی جو توحید و نبوت و قیامت سے انحراف کرتا ہے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے اور جو صرف عدل اور امامت کا قائل نہیں وہ شیعہ نہیں ہے ،یعنی یہ اصول ایمان ہیں ۔

معلوم ایسا ہوتا ہے کہ یہ تقسیم کسی مصلحت پر مبنی ہے ورنہ وہی اصل جس میں دین کی تکمیل ہوئی اس کو اصول دین نہ مانا جائے سمجھ میں آنے والی بات نہیں ہے بہر حال اس سے ثابت ہوا کہ اگر کوئی شخص توحید کے خلاف بات کرتا ہے یا عدل الٰہی کے خلاف بات کرتا ہے یا نبوت و امامت و قیامت کے خلاف بات کرتا ہے یا غلط بات کرتا ہے تو گویا اس نے امر آئمہ کے خلاف بات کی اگر ہم ان اصولوں کی تفصیل مستند کتابوں سے پڑھ کر یاد کر لیتے اور اس پر پختہ جاتے تو دنیا کی کوئی طاقت ہمیں گمراہ نہیں کر سکتی تھی۔

شیعہ کہلانے والے فرقوں کا بیان

اس مقام پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کی اس حدیث کو بیان کریں جس میں آپ نے فرمایا کہ میری امت کے تہتر فرقے ہو جائیں گے ان میں سے صرف ایک فرقہ جنت میں جائے گا باقی سب کے سب جہنم رسید ہوں گے اور یہ بات ظاہر ہے کہ اگر کوئی اصول دین کا سچا پیرو ہو تو اس کے جہنم میں جانے کا کوئی سوال ہی نہیں ہے۔

اور امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ ان تہتر فرقوں میں سے تیرہ (13) فرقے ہمارے شیعوں میں سے ہوں گے ان میں سے صرف ایک فرقہ جنت

میں جائیگا باقی بارہ جہنم رسید ہوں گے۔

اسرار امامت ترجمہ کتاب سلیم بن قیس ہلالی ص 120

روضہ کافی کلینی ص 224

اور یہ بات ظاہر ہے کہ اگر شیعوں کے تیرہ فرقوں میں سے تمام کے تمام اصول دین کے صحیح اور سچے پیرو ہوتے تو تیرہ کیوں ہوتے۔ان کا تیرہ فرقوں میں تقسیم ہونا خود یہ بتلاتا ہے کہ وہ اصول دین سے پھر گئے ہیں اور صراط مستقیم سے بھٹک گئے۔لہذا صحیح شیعہ بننے اور صحیح شیعہ رہنے کے لئے یہ لازم ہے کہ وہ دوسرے بارہ فرقوں کے عقائد کو جانے اور یہ معلوم کرے کہ انھوں نے کس بات سے انحراف کیا ہے اور امام جعفر صادق اور حضرت علی علیہ السلام نے بالکل سچ فرمایا ہے شیعوں کے یہ فرقے بن چکے ہیں اور ہم نے ان کے نام اور عقائد کا بیان اپنی کتابوں میں تفصیل کے ساتھ کردیا ہے جس کا دل چاہے ان کی طرف رجوع کرے۔

ان تیرہ فرقوں میں سے چار فرقے حضرت علی کو خدا ماننے والوں کے ہیں اور آٹھ فرقے تفویض کے قائل ہیں جو اپنے عقائد ونظریات کو فضائل کے نام سے بیان کرتا ہے اور تیرھواں فرقہ وہ ہے جو ان کے غالیانہ اور تفویض پر مبنی عقائد کو فضائل تسلیم نہیں کرتا بلکہ امام علیہ السلام کے ارشاد کے مطابق " الغلاۃ کفار وا لمفوضۃ مشرکون " غالی تو کافر ہیں اور مفوضہ مشرک ہیں" انھیں کافر ومشرک سمجھتا ہے اور وہ فرقے اسی تیرھویں فرقے کو ان کے نظریات کو فضائل نہ ماننے کی وجہ سے مقصرین کہتا ہے بلکہ وہابی تک کہتا ہے۔

اور چونکہ عزاداری امام حسین علیہ السلام تمام شیعیان اثنا عشریہ کی قدر مشترک ہے لہذا جو ذاکر جو واعظ اور جو مجلس خوان مقرر منبر پر آتا ہے وہ مذکورہ فرقوں میں سے جس فرقے سے وابستہ ہوتا ہے اسی کے عقائد ونظریات کو فضائل کے عنوان سے بیان کرتا ہے اور شیعیان پاکستان کے سادہ لوح عوام کی گمراہی کا سبب بنتا ہے اور یہ سارے فرقے پاکستان میں فعال ہیں اور بڑی تندہی کے ساتھ اپنے عقائد کی تبلیغ میں مصروف ہیں علی

الخصوص شیخیہ احقاقیہ کویت نے ہمارے منبروں پر غلبہ حاصل کرلیا ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بہت سے اثناء عشری شیعہ کہلانے والوں نے بھی حضرت علی کو اللہ کہنا شروع کر دیا ہے جلسوں میں علی اللہ کے بینر لگائے گئے ہیں اور جلسوں اور جلوسوں میں علی اللہ کے نعرے لگائے جاتے ہیں۔

ملاحظہ ہو ماہنامہ المنتظر خطبہ جمعہ علامہ ریاض حسین نجفی ص 17-18

آپ کربلا گامے شاہ لاہور میں علی اللہ کے بینر لگانے والوں اور علی اللہ کے نعرے لگانے والوں سے جا کر پوچھیں کہ کیا آپ نصیری ہیں تو وہ آپ کو ڈٹ کر جواب دیں گے کہ ہم تو شیعہ جعفریہ اثناعشری ہیں۔ مگر آپ جانتے ہیں کہ یہ شیعہ عقیدہ نہیں ہے یہ ایسے شیعہ کہلانے والے صوفی شیعہ۔ مفوضہ شیعہ اور شیخی شیعہ کی تبلیغات کا نتیجہ ہے جو وہ مجالس عزا میں کرتے ہیں اور بعض حضرات کو دیکھا ہے کہ وہ دوران مجلس پر جوش طریقہ سے علی رب علی رب کے نعرے بلند کرتے ہیں آپ ان سے پوچھو کہ آپ کا تعلق کس فرقے سے ہے تو وہ برملا کہیں گے کہ ہم شیعہ جعفریہ اثناعشریہ ہیں چونکہ شیخیہ احقاقیہ کویت خود کو ہی اصلی شیعہ اثناعشری کہتا ہے اور جو ان کے مبنی بر تفویض عقائد کو فضائل نہیں مانتا اسے وہ مقصر کہتے ہیں ۔

آپ خود غور کریں کہ محمد و آل محمد کا خالق و رازق و محی و ممیت کہنا اور نظام کائنات چلانے والا قرار دینا صفات ربوبی ہیں اور ہم نے یہ ثابت کیا ہے کہ شیخ احمد احسائی حضرت علی کے رب ہونے کا قائل تھا (تبصرۃ المھوم) لہذا ان کی تبلیغات کے نتیجہ میں سادہ لوح شیعہ عوام کا علی رب کے نعرے لگانا ان کے عقائد کو فضائل سمجھ کر ماننے کی وجہ سے ہے۔

لہذا عزاداران حسین علیہ السلام کے لئے لازم ہے کہ وہ منبر پر بیٹھ کر بیان کرنے والوں سے کہہ دیں کہ وہ مذکورہ قائل تفویض باطل فرقوں کے باطل عقائد کو منبر پر بیان کر کے امر آئمہ اور مشن حسینی کے خلاف کوئی بات نہ کریں

مجالس عزا کے ارکان ثلاثہ

مجلس عزا کے تین مستقل ارکان ہیں

نمبر 1: بانیان مجالس

نمبر 2: مجلس خوان، مقررین، واعظین اور سوز خوانی، مرثیہ خوانی اور نوحہ خوانی کرنے والے سوزخوان ومرثیہ خوان ونوحہ خوان حضرات

نمبر 3: حضرات سامعین

اب ہم ان تینوں ارکان کے بارے میں ان کے فرائض اور اس کے ثواب کا بیان کرتے ہیں

نمبر 1: بانیان مجالس عزاء

چونکہ مجالس عزاء کا مقصد امر آئمہ علیہم السلام کا زندہ کرنا ہے اور امر آئمہ علیہم السلام وہی ہے جسے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء انجام دیتے رہے اور وہ ہے 'ان اقیموا الدین ' یعنی تمام انبیاء کا فرض تھا کہ وہ دین کو قائم کریں۔ اور ان الدین عنداللہ الاسلام ' ۔یعنی حقیقی دین نزدیک اللہ کے "الاسلام" کے مطابق اور "رضیت لکم الاسلام دیناً ۔ میں نے تمہارے لیے الاسلام کو دین کے طور پر پسند کیا ہے۔ کے مطابق دین اسلام صرف خدا کے سامنے سر تسلیم خم کرنا ہے اور کسی کے سامنے نہیں بس اسی کی اطاعت کرنا ہے اور کسی کی نہیں، بس اسی کو حاکم ماننا ہے اور کسی کو نہیں۔ اور یہی امر آئمہ ہے جس کو زندہ کرنے کی آئمہ علیہم السلام نے تاکید فرمائی ہے۔

لہذا یہ بات محتاج دلیل اور محتاج ثبوت نہیں ہے کہ جو شخص امر آئمہ کے زندہ کرنے کے لئے سامعین کو سننے کی دعوت دے گا اس کے لئے حسب فرمودہ آئمہ معصوم علیہم السلام بڑا اجر وثواب ہے۔ لیکن تمام بانیان مجالس ۔تمام مجالس پڑھنے والوں اور تمام سننے

والوں کو یہ جان لینا چاہئے کہ شیعیت اسلام حقیقی ہی کا دوسرا نام ہے ۔اگر پڑھنے والوں کے بیان سے اسلام حقیقی غائب ہو تو نہ بانیان مجلس یعنی پڑھوانے والوں کو کچھ ثواب ملے گا۔نہ مجلس خوان مقررین کو کچھ ثواب ملے گا۔البتہ پڑھنے والے تو " **تریدون عرض الدنیا** " یعنی تم لوگ تو صرف مال و متاع دنیا کے طلبگار ہو کے مطابق اپنی مطلوبہ چیز حاصل کر کے چلتے بنیں گے مگر جاتے ہوئے بیشار لوگوں کو گمراہ کرنے کا بوجھ اپنی گردن پر ساتھ لے کر جائیں گے اور بانیان مجالس نہ صرف لوگوں کو گمراہ کرانے کا سبب بنیں گے بلکہ آج کل کے حساب سے ایسا ہوگا جیسا کہ کوئی ان کے مال میں سے ڈاکہ ڈال کر لے گیا ہو اور ایسی مجالس سے سادہ لوح بے خبر اور کم علم شیعہ عوام کو گمراہ ہونے کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا۔

لہذا بانیان مجالس اچھی طرح سے سمجھ لیں کہ وہ یہ مجالس کس کے لئے برپا کر رہے ہیں۔یقیناً وہ یہی کہیں گے کہ امر آئمہ کو زندہ کرنے کے لئے اور حصول ثواب کے لئے لہذا وہ پورے خلوص کے ساتھ اسی مقصد کو پیش نظر رکھیں ۔انکا مطمع نظر واہ واہ کا شور اور مجمع کی کثرت نہیں ہونا چاہیے ۔کیونکہ اگر مجمع بیشک کم ہی ہو اور واہ واہ کے ڈونگرے بھی نہ برسائے جائیں لیکن سننے والے کچھ ہدایت لے کر اٹھیں اور حق حق باتیں سن کر اور حق اپنا کر اٹھیں تو آپ کیلئے وہ دنیا و مافیھا سے بہتر ہے۔

لیکن غلط ، باطل اور گمراہ کرنے والی باتوں کے بیان کرنے والوں سے پڑھوا کر آپ گمراہ کرانے میں شریک ہونے کے اجر کے علاوہ اور کس چیز کی توقع کر سکتے ہیں

جہاں تک زیادہ سے زیادہ مجمع اکٹھا کرنے اور واہ واہ کا شور برپا کرانے کو یہ سمجھنا ہے کہ مجلس کامیاب ہوگئی ۔تو اگر یہ اشتہار دے دیا جائے کہ کل فلاں طوائف سوز خوانی کرے گی تو آپ دیکھیں گے مجمع اس سے بھی زیادہ ہوگا اور واہ واہ بھی بہت زیادہ ہوگی۔

جہاں تک غلط اور باطل عقائد اور گمراہ کن بیان کا تعلق ہے تو اس کا بانیان مجالس کی نسبت مجلس خوان مقررین اور سوز خوانی کرنے والے حضرات سے زیادہ تعلق ہے ۔لیکن

اگر بانیان مجالس میں سے کوئی مذکورہ باطل شیعہ فرقوں میں سے تعلق رکھتا ہوتو وہ ایسے ہی پڑھنے والے حضرات کو بلائیگا جو اس کے عقائد کی بات کرے۔علامہ سید علی شرف الدین موسوی نے اپنی کتاب افق گفتگو میں عزاداری کے افق سے بھی گفتگو کی ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ:

''یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ اس وقت ہمارے خطہ میں عزاداری امام مظلوم مفاد پرستوں کے ہاتھوں میں یرغمال ہے جو اس سے خوب فائدہ اٹھارہے ہیں ان کے مقابل امت کے وہ ذمہ دار افراد ہیں جو عزاداری پر گزرنے والے ان حالاات سے چشم پوشی اور پہلو تہی کئے ہوئے ہیں گویا انھوں نے ان مفاد پرستوں سے سمجھوتہ کر رکھا ہے کہ تم لوگ اپنا کام کئے جاؤ اور ہمیں اپنے کام میں مصروف رہنے دو۔نہ ہم تمہارے خلاف کچھ بولیں گے اور نہ تم ہمیں کچھ کہو گے۔ (افق گفتگو۔ص 488)

اس کے بعد عزاداری امام حسین علیہ السلام کے بارے میں یہ لکھنے کے بعد کہ عزاداری امام حسینؑ اہل سنت بھی بڑی عقیدت کے ساتھ برپا کرتے ہیں۔اہل تشیع کی عزاداری کا بیان کرتے ہیں میں کہتا ہوں کہ بیشک اہل سنت بھی عزاداری امام حسین علیہ السلام برپا کرتے ہیں لیکن ان محافل میں اپنے مخصوص عقائد ہی بیان کرتے ہیں۔

اسی طرح اہل تشیع کی عزاداری کا حال ہے کہ چونکہ عزاداری امام حسین علیہ السلام تمام اثناعشری فرقوں میں قدر مشترک ہے لہذا اثناعشری فرقوں میں سے جو واعظ ومقرر جس اثناعشری فرقے سے تعلق رکھتا ہے وہ اپنی تقریر میں فضائل کے نام سے اپنے ہی عقائد کو بیان کرتا ہے بہرحال اہل سنت کی عزاداری کا حال بیان کرنے کے بعد علامہ سید علی شرف الدین موسوی اہل تشیع کی عزاداری کا حال اس طرح لکھتے ہیں:

مکتب تشیع سے تعلق رکھنے والے عزاداران میں سے ایک گروہ وہ ہے جو مومنین سے عطیات وصول کرکے عزاداری کی مجالس ومحافل وجلوس ودیگر ضروریات کا اہتمام

کرتے ہیں یہ لوگ بانیان عزاداری یا بانیان مجلس کہلاتے ہیں ان کا کام مجالس بپاء کرنا، فرش عزاء بچھانا اور اس کے لئے جگہ وغیرہ کا اہتمام کرنا ہے۔ (افق گفتگو ص489-490)

اس کے بعد دوسرے گروہ کا حال بیان کرتے ہوئے اس طرح لکھتے ہیں کہ" دوسرا گروہ ان افراد پر مشتمل ہے جو ایک لحاظ سے تنہا خود کو عزادار گردانتے ہیں یہ نوحے پڑھتے ہیں اور سینہ زنی کرتے ہیں۔ عام مشاہدہ ہے کہ یہ لوگ دوران مجلس باہر بیٹھے گفتگو و خورد و نوش میں مصروف رہتے ہیں یہاں تک کے ذکر مصائب بھی نہیں سنتے، جب خطیب اپنا خطاب ختم کر کے فارغ ہو جاتا ہے پھر یہ لوگ اندر داخل ہوتے ہیں۔

ملک کے طول و عرض میں یہی طریقہ رائج ہے اس سے تاثر کچھ ایسا ملتا ہے کہ ان کی مصیبت کسی اور قسم کی ہے اور باقی عزاداروں کی کسی اور نوعیت کی ہے اس تقسیم کی کیا منطق ہے دونوں گروہوں میں ایک تناؤ اور دوہیت واضح نظر آتی ہے۔

مکتب امام حسینؑ کے ایک ادنٰی خادم کی حیثیت سے جہاں عزاداری کو فروغ دینا اور عزاداری برپا کرنے والوں کی حوصلہ افزائی کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔ وہیں پر ان غلطیوں اور انحرافات کی نشاندہی کرنا بھی ہمارا حق ہے بلکہ فرض ہے جو سال بہ سال سے عزاداری امام مظلوم کو جادہ مستقیم سے دور کرتی چلی جارہی ہیں اور جسے گذشتہ بیس (20) سالوں سے ہم بڑی بے صبری سے دیکھتے چلے آرہے ہیں۔

جس طرح ایک انسان کے لئے بچوں کی تربیت و تعلیم اور ان کی ضروریات کو پورا کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی نگرانی کرنا بھی لازم ہوتا ہے۔ دین و مذہب کا معاملہ بھی ایسا ہی ہے لہذا جہاں دین و مذہب کے فروغ کے لئے اسباب مہیا کرنا ضروری ہے وہاں اس کی نگرانی کرنا بھی ضروری ہے۔ جس طرح دیگر دینی امور لوگوں کے عطیات اور مال امام کے ذریعے انجام پاتے ہیں اس طرح سے عزاداری میں بھی مال امام ہی خرچ ہوتا ہے اس سلسلے میں لوگ جو کچھ عطیات دیتے ہیں وہ اگر خمس نہ بھی ہو تو مال امام ضرور ہوتا ہے کیونکہ

انھوں نے جو کچھ دیا ہے رضائے امامؑ کے لئے دیا ہے لہذا دیکھنا پڑے گا کہ یہ مال واقعاً رضائے امام کے حصول میں خرچ ہو رہا ہے یا مذہب کو غیر منطقی انجام تک پہنچانے کا سبب بن رہا ہے۔ اگر ایسا ہے اور یقیناً ایسا ہے تو ایسی صورت میں ان غلطیوں کی نشاندہی ہونی چاہیے ہمیں دیکھنا ہوگا کہ مجالس عزاداری میں خطباء و ذاکرین جو کچھ بیان کرتے ہیں اس سے حق عزاداری جو بقول معصوم احیائے امر آئمہ ہے ادا ہو رہا ہے یا نہیں۔ ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم دیکھیں کہ ان مجالس میں پڑھے جانے والے مرثیوں، نوحوں وغیرہ میں کیا کہا جا رہا ہے ان کی بھی اسی طرح نگرانی ہونی چاہیے اسی طرح دیگر رسومات عزاداری کی نگرانی لازم ہے کیونکہ ان کی صورت حال بھی دوسرے معاملات سے بہتر نہیں ہے اور یہ بھی انحرافات کا شکار ہے   افق گفتگو سید علی شرف الدین موسوی ص 490-491

مجلس خوان مقررین کے بارے میں گفتگو

اس موضوع پر ہم اپنی طرف سے کچھ لکھنے سے پہلے سید علی شرف الدین موسوی کی کتاب ''افق گفتگو'' سے جو گفتگو انھوں نے منبر کے افق سے کی ہے اسے بیان کرتے ہیں وہ لکھتے ہیں کہ:

''اس ملک میں اہل منبر کے دو گروہ ہیں''

نمبر 1: وہ گروہ جو تنظیموں میں رہ کو کالج اور یونیورسٹیوں میں تقریری مقابلوں میں حصہ لینے والے افراد یا بعض اہل منبر کے ساتھ رہنے والوں کا منبر پر خطاب کرنے کا طریقہ سیکھنے والے وہ افراد جن کا تعلیمی معیار میٹرک سے ایف اے، بی اے، ایم اے تک ہوتا ہے انھوں نے علم دین حاصل نہیں کیا۔ اگر سیکھا ہے تو وہ بھی زبانی سیکھا ہے بد قسمتی سے حوزات علمیہ سے پڑھ کر آنے والوں میں یہ صلاحیت پیدا نہیں کی گئی کہ وہ منبر پر جا کر لوگوں سے دین و مذہب کے بارے میں گفتگو کر سکیں۔ بس اپنے بستر میں بیٹھ کر سلونی قبل ان تفقدونی کہتے نظر آتے ہیں تو اس وجہ

سے اس گروہ کو یہ جگہ فراہم ہوئی ہے۔

نمبر2: دوسرا گروہ شیعوں میں منبر کا فروغ اور اس کی مالی درآمد کو دیکھ کر اہل سنت کے دینی مدارس میں پڑھے ہوئے یا ایک جمعہ و جماعت کا تجربہ رکھنے والے بعض افراد نے مذہب شیعہ قبول کر کے منبر پر اپنے سابقہ پیشواؤں اور مقتداؤں کے لئے شیعوں سے بھی زیادہ نازیبا بلکہ ان کے بقول بعض موقعوں پر اپنے پیشواؤں کا پوسٹ مارٹم کر کے اپنا مقام بنایا ہے ملک میں فرقہ واریت پھیلانے میں ان کا اہم کردار رہا ہے یہ لوگ نہ شیعہ عقائد سے واقف ہوتے ہیں نہ فقہ سے۔ افق گفتگو سید علی شرف الدین موسوی ص 278-279

علامہ سید علی شرف الدین موسوی نے اہل منبر کے جن دو گروہوں کی نشاندہی کی ہے ان ہی لوگوں کی مجلس پڑھنے والوں میں کثرت ہے ان میں دوسرا گروہ اس لئے زیادہ خطرناک ہے کہ یہ فرقہ واریت پھیلانے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں اور اہل سنت کے دلوں میں اہل تشیع کی طرف سے نفرت پیدا کرنے کا سبب بنتے ہیں اور چونکہ یہ حضرات شیعہ عقائد اور شیعہ فقہ سے واقف نہیں ہوتے لہذا یہ بھی پہلے گروہ کی طرح شیعہ منبروں پر آنے والوں خطیبوں سے جن نظریات کو سنتے ہیں وہی بیان کرتے رہتے ہیں

ان مقررین میں سے پہلا گروہ جو اہل منبر خطیبوں کے ساتھ رہتے ہوئے ان سے تقریر کرنے کا طریقہ کا رسیکھ کر منبر پر آتا ہے تو وہ بھی جس مسلک کے خطیب وواعظ سے سن کر آتا ہے اسی کے نظریات کو بیان کرتا ہے۔

لہذا منبر پر آنے والے تیسرے گروہ یعنی عبا وقبا اور عمامے و دستار کے ساتھ آنے والے علماء اور خطیبوں کا معاملہ بھی خصوصی طور پر قابل غور ہے جس سے یہ دونوں گروہ سن کر اور سیکھ کر منبر پر آتے ہیں۔ کیونکہ پاکستان میں زمانہ ماضی میں بہت سے عبا قبا اور عمامہ و دستار رکھنے والے مجلس خوان مقررین وواعظین وخطباء شیعہ سے تعلق رکھتے تھے۔ اور ہم نے ان کے خطوط شائع کر کے ان کو بالکل ننگا کر دیا ہے اور ہم نے کاظم علی رسا کے مقدمہ کے

سلسلہ میں ان سے یہ منوالیا ہے کہ وہ مذہب شیخیہ رکھتے ہیں اور آج تک شیخی عقائد کی تبلیغ کرتے رہے ہیں اور انھوں نے جو کچھ لکھا ہے اور بیان کیا ہے وہ شیخ احمد احسائی کی شرح زیارت اور مرزا موسیٰ اسکوئی کی احقاق الحق سے بیان کیا ہے اور لکھا ہے۔

یہاں یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ امام علیہ السلام نے واضح الفاظ میں فرمایا ہے کہ الغلاۃ کفار والمفوضۃ مشرکون غالی یعنی حضرت علیؑ کو خدا اور رب کہنے والے تو کافر ہیں اور مفوضہ یعنی اس بات کے قائل کے خدا نے ان حضرات کو خلق کرنے کے بعد اور کوئی کام نہیں کیا جو کیا وہ انھوں نے کیا، زمین کو انھوں نے خلق کیا، آسمان انھوں نے خلق کیا، غرض خلق یہی کرتے ہیں رزق یہی دیتے ہیں موت و حیات یہی دیتے ہیں اور سارا نظام کائنات یہی چلاتے ہیں

لہذا مفوضہ شرک میں مشرکین عرب سے بھی بڑھ کر مشرک تھے کیونکہ خداوند تعالیٰ نے مشرکین عرب کے بارے میں خود یہ گواہی دی ہے کہ

ولئن سالتھم من خلق السموٰت والارض لیقولن اللہ " لقمان 25، الزمر 38

"اے رسول اگر تم ان مشرکین عرب سے پوچھو کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے خلق کیا ہے تو وہ یقیناً یہی جواب دیں گے کہ انھیں تو خدا ہی نے پیدا کیا ہے"

مفوضہ صرف معجزات کو دلیل میں پیش کرتے ہیں لیکن مذہب شیخیہ تفویض کے عقیدہ کو ثابت کرنے کے لئے مفوضہ کی دلیل معجزات کے ساتھ ساتھ فلسفہ یونان اور صوفیوں کی لوہا اور آگ اور شعلہ و چراغ کے ذریعے مزید دلائل کے ساتھ میدان میں آئے ہیں اور یہ ایک منظم گروہ ہے جس نے مجالس عزا کے منبروں پر قبضہ کرلیا ہے اور شیعوں کو گمراہ کرنے میں بہت ہی بڑا کردار ادا کیا ہے۔

مذہب شیخیہ کے مبلغین خود کو شیعہ اثناعشری علماء کے طور پر پیش کرتے رہے ہیں اور چونکہ وہ نظریات جو وہ فضائل کے نام سے بیان کرتے تھے بالکل نئے اور اجنبی ہوتے

تھے لہذا وہ اسے اپنی تحقیق بتلاتے تھے اور محققین کہلاتے تھے ۔یعنی شیخی نظریات کو اپنی تحقیق بتلاتے تھے۔

نتیجہ اس کا یہ نکلا کہ سادہ لوح کم علم شیعہ پاکستان کی اکثریت مذہب شیخیہ کے باطل عقائد کو ہی شیعہ عقائد سمجھنے لگ گئی ۔لہذا امر آئمہ کو زندہ کرنے کی بات ختم ہو کر رہ گئی ۔ اگر چہ مجلس خوان مقررین اور خطیبوں کے یہ تینوں گروہ سادہ لوح شیعہ کو عوام کو گمراہ کرنے میں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر ہیں ۔لیکن عباوقبا اور عمامہ و دستار کے ساتھ عالم حضرات زیادہ خظرناک ہیں چونکہ بعض شیعہ عوام یہ سمجھ لیتے ہیں کہ ان کی عباوقبا اور عمامہ و دستار اس بات کی ضمانت ہے کہ انھوں نے جو کچھ پڑھا ہے وہ غلط نہیں ہو سکتا۔

حالانکہ امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا ارشاد گرامی یہ ہے کہ ”انظر الی ما قال و لا تنظر الی من قال“ یہ دیکھو کہ کیا کہا ہے یہ مت دیکھو کہ کس نے کہا ہے۔

یعنی غلط بات ہر صورت میں غلط ہے چاہے یہ کہنے والا حجتہ الاسلام کہلاتا ہو ۔ آیت اللہ العظمٰی کہلاتا ہو اور الامام المصلح کہلاتا ہو اور عبا و قبا اور عمامہ و دستار کے ساتھ ہونے کے ساتھ بڑا ہی مقدس دکھائی دیتا ہو ۔اس کی اس ہیبت کی وجہ سے غلط بات صحیح نہیں ہو سکتی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر مذہب میں بزرگ علماء ہوتے ہیں چاہے وہ کسی بھی باطل مذہب پر ہو وہ اپنے مذہب کے نظریات کو ہی حق سمجھتا ہے اور حق سمجھ کر بیان کرتا ہے۔

اور مذہب شیخیہ کے باطل عقائد و نظریات کے بیان کرنے سے چاہے وہ انہیں فضائل کے عنوان سے بیان کریں امر آئمہ زندہ نہیں ہو سکتا ۔لہذا پہلے دو گروہوں کی نسبت یہ گروہ زیادہ خطرناک ہے ۔اور آج مجالس عزا پر انہیں کا قبضہ ہے اور دوسرے گروہ انہیں کی سنی سنائی بیان کرتے ہیں ۔اور ان لوگوں کی تبلیغات کا ہی یہ نتیجہ ہے کہ کربلا گامے شاہ لاہور میں علی اللہ کے بینر لگ گئے اور جلوس میں علی اللہ کے نعرے لگائے گئے۔

ملاحظہ ہو ماہنامہ منتظر ص 17-18

کیا آپ کو معلوم ہے کہ یہ کون لوگ ہیں؟ یہ لوگ نصیری نہیں ہیں اگر آپ ان سے پوچھیں تو وہ بتلائیں گے کہ وہ شیعہ اثنا عشری ہیں۔

ابھی حال میں ہمارے ایک عزیز کا انتقال ہوا سوئم کی مجلس میں اس مرنے والے کے قریبی رشتہ دار نے دوران مجلس یہ نعرہ لگایا۔ ''علی رب''، ''علی رب'' اور علیؑ رب کا مطلب ہے کہ علیؑ ہی خالق ہیں وہی رازق ہیں وہی زندگی اور موت دیتے ہیں غرض سارا نظام کائنات وہی چلاتے ہیں ہمارے عزیز سے جا کر پوچھو کہ کیا تم نصیری ہو وہ کہے گا نہیں۔ آپ اس سے پوچھو تم مذہب شیخیہ رکھتے ہو وہ کہے گا نہیں۔ بلکہ ڈنکے کی چوٹ پر کہے گا کہ میں اثناعشری شیعہ ہوں۔ میرا باپ سید شیعہ اثناعشری میری ماں سید شیعہ اثناعشری میری بستی پرست سادات کے سارے سید شیعہ اثناعشری۔ تو کیا پھر علیؑ کو اللہ ماننا یا علیؑ کو رب ماننا شیعہ اثناعشری عقیدہ ہے یقیناً نہیں تو پھر یہ کیا ہو گیا؟ یہ سب انہی مذہب شیخیہ کے عباوقبا وعمامہ ودستار میں ملبوس مبلغین مذہب شیخیہ کی تبلیغات کا نتیجہ ہے جو وہ پاکستان بننے کے بعد سے باقاعدگی سے انجام دے رہے تھے۔

ہم شیعہ جعفریہ اثناعشریہ کہلانے والے فرقوں کے عقائد کا حال اس مختصر کتاب میں تفصیل کے ساتھ بیان نہیں کر سکتے۔ اگر کوئی اپنے آپ کو شیعہ اثناعشری کہلانے والے باطل فرقوں مثلاً مفوضہ وصوفی شیعہ اور مذہب شیخیہ کی تمام شاخوں کے غلط اور باطل عقائد سے محفوظ رکھنا چاہتا ہے تو وہ ہماری اس موضوع پر لکھی ہوئی کتابوں کا مطالعہ کرے۔

مصائب کے بیان کرنے میں علامہ سید علی شرف الدین موسوی نے اپنی کتاب افق گفتگو میں اس طرح لکھا ہے

''امام حسینؑ کے اصل مصائب چھوڑ کر لوگوں کو رلانے کے لئے اور چند آنسو بہانے کی خاطر نت نئے جعلی مصائب غیر مستند کتابوں سے چن چن کر پڑھے جاتے ہیں اگر کہیں لکھا ہوا نہ ملے تو خود گھڑ لیتے ہیں اگر اعتراض کیا جائے تو کہتے ہیں۔ کتاب کا حوالہ

دے کر پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اگر ان کی منطق کو مان لیا جائے تو کوئی بھی بات نقد واعتراض کی نہیں رہتی''۔

جھوٹ بولنے کی مذمت

یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ مطلقاً جھوٹ بولنا جائز نہیں۔ آیات واحادیث کے حوالے دینے کی بجائے قرآن کریم کی ایک آیت ہی جھوٹ بولنے کی مذمت میں کافی ہے۔ خداوند تعالیٰ کا ارشاد ہے ''لعنة الله علی الکاذبین'' یعنی جھوٹ بولنے والے پر خدا کی لعنت۔ تو جس بات پر خدا لعنت بھیجتا ہو اس سے زیادہ قابل مذمت اور کیا بات ہوگی لیکن خدا اور رسول اور آئمہ طاہرین پر جھوٹ بولنا گناہ عظیم ہے۔ جو مجالس عزا میں منبروں پر سر عام بولا جاتا ہے۔ کیا جھوٹ بولنے سے مقررین وواعظین وخطباو مجلس خوان حضرات کسی ثواب کی توقع کرسکتے ہیں۔

خدا ورسولؐ اور آئمہ طاہرینؑ پر جھوٹ بولنے کے بارے میں احادیث

اگر کوئی خدا پر جھوٹ باندھے تو اس کا فیصلہ تو خود خدا نے یہ سنایا ہے کہ

" فمن اظلم ممن افتریٰ علی الله کذباً " اعراف

اور اس شخص سے بڑا ظالم اور کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے اور افتراء پردازی کرے۔

ایک اور مقام پر ارشاد ہوتا ہے کہ

" ان الذین یفترون علی الله کذب لا یفلحون متاع قلیل و لھم عذاب الیم "

النحل۔ 21

جولوگ خدا پر جھوٹ باندھتے ہیں اور افتراپردازی کرتے ہیں وہ ہرگز فلاح نہ پائیں گے ہاں دنیا میں ان کے لئے معمولی سا فائدہ ہے مگر آخرت میں ان کے لئے تکلیف دہ عذاب ہے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ پر جھوٹ باندھنے والے کے لئے خود رسول اللہؐ نے جو فیصلہ دیا وہ یہ ہے کہ

" من كذب علي متعمداً فليتبوا مقعده من النار "

جو شخص عمداً مجھ پر جھوٹ بولتا ہے وہ جہنم میں اپنی جگہ بناتا ہے۔

اور آئمہ علیہم السلام پر جھوٹ بولنے والے کے بارے میں امام محمد باقر علیہ السلام نے ابو نعمان سے فرمایا۔

" لاتكذب علينا فتسلب الحنيفيه ' اے ابو نعمان دیکھو ہم پر جھوٹ نہ باندھنا اور افتراء نہ کرنا ورنہ ملت اسلام تم سے سلب ہو جائیگی یعنی تم ملت اسلام پر باقی نہ رہو گے۔

اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک شامی سے فرمایا۔ اے شامی ہماری احادیث سنو۔ مگر ہم پر جھوٹ نہ بولنا۔ کیونکہ جو شخص ہم پر جھوٹ بولتا ہے وہ جناب رسول خدا پر افتراء کرتا ہے اور جو رسول خدا پر افتراء کرتا ہے وہ خدائے عزوجل پر افتراء کرتا ہے اور جو خدا پر افتراء کریگا خداوندتعالیٰ اسے آتش جہنم میں معذب و معاقب کرے گا

(اصول کافی)

بہر حال جھوٹ بولنا ہر صورت میں مذموم ہے لیکن خدا و رسول اور آئمہ معصومین علیہم السلام پر جھوٹ بولنا ایسا ہے کہ جس سے روزہ باطل ہو جاتا ہے اور قضا و کفارہ دونوں واجب ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ شیخ مہدی نراقی نے اپنی کتاب جامع السعادۃ میں لکھا ہے کہ

" واشد انواع الكذب اثما و معصية الكذب عليٰ الله و علي رسوله و علي الا

ئمة ۔ و کفاذماً انه یبطل الصوم و یوجب القضاء والکفارة علی الاقوی"

از روئے گناہ جھوٹ کی تمام اقسام میں سے وہ جھوٹ سب سے زیادہ سنگین ہے جو خدا اور رسول اور آئمہ طاہرین پر بولا جائے اور اس کی مذمت کے لئے یہی بات کافی ہے کہ یہ جھوٹ روزہ کو باطل کردیتا ہے اور علی الاقوی قضا و کفارہ دونوں کا موجب بنتا ہے۔

لہذا ذاکرین وواعظین وخطباء اور مجلس خوان مقررین اپنے طرز عمل میں غور کریں اور سوچیں۔

سوز خوانی، مرثیہ خوانی، دوہڑے اور قصیدے پڑھنے والوں سے گفتگو

اس میں شک نہیں کہ اہل بیت کی مدح خوانی اور فضائل مصائب کو قصیدے۔ دوہڑے۔ سوز وسلام اور مرثیہ وغیرہ کسی بھی شکل میں پڑھنا عین موجب ثواب ہے اور مدح اہل بیتؑ میں ایک شعر یا فضائل ومصائب میں ایک شعر کہنا یا پڑھنا بہت ثواب ہے۔ لیکن شعراء ہر مذہب میں ہوتے ہیں ہر فرقے میں ہوتے ہیں جو اپنے عقیدہ اور نظریہ کے مطابق شعر کہتے ہیں اور اکثر اپنے عقیدہ اور نظریہ کو ہی نظم کرتے ہیں۔ مثلاً ہندو اپنے نظریہ کے مطابق شعر کہے گا۔ عیسائی اپنے نظریہ کے مطابق شعر کہے گا۔ مسلمان اپنے نظریہ کے مطابق شعر کہے گا پھر مسلمانوں کے دو بڑے فرقے ہیں سنی اور شیعہ، سنی اپنے عقیدہ کے مطابق شعر کہے گا اور شیعہ اپنے عقیدے کے مطابق شعر کہے گا:

مثلاً سنی مسلک سے تعلق رکھنے والے ایک معروف ومشہور شاعر کا شعر اصحاب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ کی شان میں اس طرح ہے

ہیں کرنیں ایک ہی مشعل کی بوبکر و عمر عثمان وعلی

ہم مرتبہ ہیں یاران نبی کچھ فرق نہیں ان چاروں میں

یہ شعر خالص سنی مسلک کے عقیدہ کی ترجمانی کرتا ہے اور شیعوں کے نزدیک اس شعر کا حقیقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے

اسی طرح کسی شیعہ کا شعر اسطرح ہے

؎ چرا در معنی من کنت مولا می روی سر سو
علی مولا بآں معنی کہ پیغمبر بود مولا

تو من کنت ومولا کے معنی کی تلاش میں کہاں بھٹکتا پھرتا ہے علی اس معنی میں مولا ہے جس معنی میں پیغمبر مولا ہے۔

یہ شعر شیعہ مسلک کے عقیدہ کی طرف داری کرتا ہے

یہ تو شیعہ اور سنی شعراء کی بات ہوئی اب ایک صوفی شاعر کی بات سنیئے جو وحدت الوجودی ہیں ۔یہ شعر مولانا روم کا ہے اور یہ مثنوی جلد اول کا پہلا شعر ہے

جب میں نے منشی فاضل کا امتحان دیا تو یہ مثنوی منشی فاضل کے نصاب میں شامل تھی وہ شعر یوں ہے۔

؎ بشنو از نے چوں حکایت می کند
از جدائی ھا شکایت می کند

یعنی بانسری کی بات سنو وہ کیا کہہ رہی یہ بانس سے اپنی جدائی کا شکوہ کر رہی ہے

اس میں اس بات کو نظم کیا گیا ہے کہ ہر چیز خدا سے جدا ہوئی ہے اور وہ خدا کا حصہ ہے۔

رومی واضح الفاظ میں کہتے ہیں کہ ہر چیز خدا ہے وہی شکل بدل بدل کر آتا رہتا ہے جیسا کہ کہا ہے کہ

خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گل کوزہ خود رند سبو کش

خورد گشت صراحی و مے و ساغرو ساقی خود بزم نشین شد
خود آں مے و سرمست بیاز ار برآمد شوردل و جاں شد

یعنی وہ (خدا) ہی کوزہ ہے خود ہی کوزہ گر ہے خود ہی کوزہ کی مٹی ہے جس سے کوزہ بنا اور خود ہی رند مے نوش ہے خود ہی اس کوزہ کا خریدار بن کر آ گیا ہے اور پھر اس پیالہ کو توڑ کر چلتا بنا اپنے آپ ہی صراحی بن گیا خود ہی شراب بن گیا خود ہی شراب پلانے والا ساقی بن گیا اور خود ہی بزم نشین ہو گیا اور وہ شراب پی کر بازار میں سرمست ہو کر نکل کھڑا ہوا اور لوگوں کے دل و جان میں ایک شور برپا کر دیا۔

یہ مولانا روم شمس تبریزی کے مرید تھے علامہ اقبال اپنے ایک شعر میں فرماتے ہیں

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم
تا غلام شمس تبریزی نہ شد

اب شمس تبریزی کا ایک شعر حضرت علی کی شان میں ملاحظہ فرمایئے

ایں کفر نہ باشد سخن کفر نہ ایں است
تا ہست علی باشد و تا بود علی بود

یہ کفر نہیں ہے اور یہ کفر کی کوئی بات نہیں ہے کہ علی ہی ازلی و ابدی ہے

یہ حضرات اولیاء اللہ کہلاتے ہیں چونکہ علمائے اسلام اس بات کو کفر کہتے ہیں لہذا شمس تبریزی پہلے اس کے کفر ہونے کی تردید کرتے ہیں اور پھر اس کا اثبات کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ علی ہی ازلی و ابدی ہے اور وہی قدیم بالذات ہے اکثر لوگ ان کو اولیاء اللہ سمجھ کر ان سے عقیدت رکھتے ہیں مگر ان کا جو عقیدہ تھا وہ انھوں نے خود بیان کر دیا۔

اب میں سب کو چھوڑ کر اپنی بات کرتا ہوں یہ بات اب سب پر عیاں ہو چکی ہے کہ شیعہ مذہب بھی کئی فرقوں میں بٹا ہوا ہے جن میں سے کچھ فرقے غالی ہیں یعنی حضرت علی کو ہی خدا ماننے والے ہیں کچھ فرقے مفوضہ سے تعلق رکھتے ہیں یعنی تفویض کے قائل ہیں

اور یہ غالی اور مفوضہ فرقے اکثر شیعہ اثناء عشری کہلاتے ہیں اور عزاداری تمام شیعہ فرقوں میں قدر مشترک ہے ان غالی اور مفوضہ فرقوں میں بھی شعراء ہیں یہ بھی اپنے عقیدے کو اشعار میں نظم کرتے ہیں اور ہمارے سوزخوان مرثیہ خوان اور قصیدے پڑھنے والے ہماری مجالس میں ان اشعار کو فضائل پر مشتمل سمجھ کر پڑھتے ہیں نمونہ کے طور پر صرف ایک مثال پیش خدمت ہے۔

ایک دفعہ ہمارے یہاں ایصال ثواب کی ایک مجلس میں ایک بڑے معروف و مشہور سوزخوان نے یہ پڑھا

علی اول علی آخر علی ظاہر علی باطن

یہ مصرع دراصل قرآن کریم کی آیت

"ھو الاول والآخر والظاھر والباطن"

کا ترجمہ ہے جو خدا نے سورہ الحدید میں خود اپنی شان میں نازل فرمائی ہے اس میں سے "ھو" ہٹا کر اس کی بجائے علی رکھ لیا گیا ہے۔

مجلس کے اختتام پر میں نے ان سوزخوان صاحب سے پوچھا کہ بھائی صاحب اس کا کیا مطلب ہے جو آپ نے پڑھا ہے کہ علی اول علی آخر علی ظاہر علی باطن تو کہنے لگے بھائی مجھے اس کے مطلب کا علم نہیں ہے میں تو یہ حضرت علی کی فضیلت کا شعر سمجھ کر پڑھا ہے

لہذا سوزخوانی کرنے والے اور قصیدے پڑھنے والے حضرات کو چاہیے کہ وہ پڑھنے کے لئے ایسے اشعار کا انتخاب کریں جو شیعہ فرقوں میں سے کسی غالی یا مفوضہ سے تعلق رکھنے والے شاعر کے کہے ہوئے نہ ہوں کیونکہ ایسے کلام کے پڑھنے والے اور سننے والے دونوں ثواب کی بجائے گناہ کے مرتکب ہوں گے۔

اب تقدس محراب پر بھی کچھ گفتگو ہو جائے

اب تک جو کچھ لکھا گیا ہے وہ منبر کے تقدس اور تطہیر کے بارے میں تھا۔
اب کچھ گفتگو محراب کے تقدس کے بارے میں بھی ہو جائے ہمارے یہاں اگر چہ کافی عرصہ سے منبر کا تقدس پامال ہو رہا تھا لیکن محراب کا تقدس قائم تھا اور پیش نماز اور جماعت سے نماز پڑھنے والے پیش نماز کے معاملہ میں بہت محتاط تھے اور امام جماعت کی شرائط میں سے دوسری عام شرائط کے علاوہ درج ذیل شرائط کا خاص خیال رکھا جاتا تھا

نمبر 1: امام جماعت شیعہ اثنا عشری ہو

نمبر 2: امام جماعت عادل ہو

نمبر 3: امام جماعت نماز صحیح پڑھ سکتا ہو

اگر چہ دوسری شرائط مثلا بالغ ہونا ، عاقل ہونا اور مرد کے لئے مرد کا ہی امام جماعت ہونا وغیرہ بھی ضروری ہیں لیکن مذکورہ تین شرائط بہت ہی زیادہ اہم اور ضروری ہیں اور جن کی عدم موجودگی کی صورت میں نماز باطل ہو جاتی ہے اور ایسے امام جماعت کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے جن میں مذکورہ صفات موجود نہ ہوں۔

اور شیعہ اثنا عشریہ میں سے بھی یہ دیکھنا ضروری ہے کہ وہ کونسا شیعہ اثنا عشری ہے کیونکہ آج صوفیہ وحدت الوجودیہ جتنے ہیں سب اثنا عشری کہلاتے ہیں ۔مفوضہ شیعہ جتنے ہیں وہ سب شیعہ اثنا عشری کہلاتے ہیں اور مذہب شیخیہ کی تمام شاخیں شیعہ اثنا عشری کہلاتی ہیں ۔جمن شاہی جتنے ہیں وہ سب شیعہ اثنا عشری کہلاتے ہیں لہذا نماز جماعت کی صحت کے لئے یہ دیکھنا ضروری ہے کہ امام جماعت کونسا شیعہ ہے۔

میں اذان کے بارے میں شہادت ثالثہ کے اضافہ کے سلسلہ میں تو اپنی

کتابوں 'تبصرہ المھوم علی اصلاح الرسوم و ایضاح الموھوم' اور 'شعار شیعہ اور رمز تشیع کیا ہے اور کیا نہیں ہے؟' میں تفصیل کے ساتھ لکھ چکا ہوں لہذا اس کے لئے تو ان کتابوں کی طرف رجوع کیا جائے۔

چونکہ حتمی اور یقینی طور پر اذان میں یہ اضافہ مفوضہ نے آل بویہ کی حکومت کے قیام یعنی 337 ھ کے بعد کیا تھا لہذا اس وقت سے آج تک علماء مجتہدین و فقہا و مراجع شیعہ اس کے بارے میں لکھتے آئے کہ یہ جزو اذان نہیں ہے۔ لیکن مراجع عظام کی طرف سے بقصد قربت کہنے یا اپنے ایمان کا اظہار کرنے کی غرض سے اذان میں شہادت ثالثہ کہنے کی اجازت دے دی تھی اور جزو اذان کا مطلب یہ ہے کہ خدا نے بذریعہ وحی جو اصل اذان و اقامت پیغمبر اکرم کو تعلیم کی تھی اس اصل اذان و اقامت میں شہادت ثالثہ خدا نے بذریعہ وحی نازل نہ کی تھی۔

لیکن مذہب شیخیہ جو دراصل اور حقیقتاً مفوضہ کا ایک منظم گروہ ہے اذان میں اس کے کہنے کا اتنا پروپیگنڈہ کیا کہ آج کے مجتہدین عظام میں سے بعض نے اسے نہ صرف جزو اذان قرار دے دیا جیسا کہ انھیں آج کوئی نئی وحی آئی ہے بلکہ اسے شعار شیعہ اور رمز تشیع بھی قرار دے دیا۔

لیکن اذان و اقامت مسلمہ طور پر ایک مستحب عمل ہے جس کے پڑھنے کا ثواب تو ہے لیکن سالم اذان و اقامت نہ کہنے کا کوئی گناہ نہیں ہے مگر نماز واجب ہے اور اس میں اپنی طرف سے کسی قسم کی کمی بیشی جائز نہیں ہے اور مبطل نماز ہے اور یہ بات تو ہمارے بہت سے فقہا اذان تک کے بارے میں لکھ کر آئے ہیں کہ ہر حق بات کا اپنی طرف سے کسی موعظمہ عبادت میں اضافہ کرنا جائز نہیں ہے اور نماز تو واجب ہے۔ لیکن اب شیعوں کے فرقوں میں سے مفوضہ نے شیخیہ نے صوفی

شیعوں نے جشن شاہیوں نے اور دوسرے اسی قسم کے فرقوں نے نماز کے تشہد میں بھی شہادت ثالثہ کا پروپیگنڈہ شروع کر دیا ہے اور گذشتہ تیس چالیس سال سے مذہب شیخیہ کی مبلغین تحریک وتبلیغ سے یہ سلسلہ بڑھتا چلا جا رہا ہے اور بہت سے کم علم بے خبر اور سادہ لوح شیعہ عوام ان کے فریب میں آگئے ہیں اور نماز کے تشہد میں شہادت ثالثہ پڑھنے لگ گئے ہیں اور اب نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ پڑھنے والوں میں لڑائیاں اور مار کٹائیاں شروع ہوگئی ہیں۔اس بات کی تائید میں کتابیں لکھی جانے لگیں سب سے پہلے آج سے تیس چالیس سال پہلے شیخی مبلغ محمد حسنین سابقی وکیل رئیس مذہب شیخیہ احقاقیہ کویت مرزا حسن الحائری الاحقاقی نے تشہد میں شہادت ثالثہ پڑھنے کی تحریک شروع کی اور اس مضمون پر ایک رسالہ لکھا اس کے بعد سید ظہور الحسن کوثر خطیب شیعہ ملتان نے ایک رسالہ علی ولی اللہ لکھا جسے تنظیم کاروان عباس جامعہ مسجد امامیہ حضوری باغ روڈ بیرون لوہاری گیٹ ملتان نے شائع کیا اور اب ایک تازہ کتاب مولوی فضل عباس صاحب گلگشت کالونی ملتان کی ''شہادت ولایت علی علیہ السلام نا قابل تردید حقیقت'' کے نام سے شائع ہوئی ہے

ان میں سے محمد حسنین سابقی بھی بالتحقیق کھلم کھلا مسلمہ طور پر شیخی مبلغ ہے سید منظور الحسن کوثر خطیب شیعہ مسجد ملتان بھی شیخی مبلغ تھا اور اس کتاب کے تمام حوالے علمائے شیخیہ کے ہیں اور اس کتاب کے آخری صفحہ پر رئیس مذہب شیخیہ احقاقیہ مرزا حسن الحائری الاحقاقی کی تقلید کرنے کی سفارش کر کے اپنے مذہب کو ظاہر کر دیا ہے۔

تعجب پر تعجب اور حیرت پر حیرت مولوی فضل عباس صاحب کے حال پر ہے یہ صاحب تقریباً 1994 تک ملتان کی گلگشت کالونی کی مسجد حیدریہ میں

امامت کراتے رہے اور انھوں نے اس وقت تک کبھی بھی نماز میں تشہد کے اندر شہادت ثالثہ نہیں پڑھائی ۔مگر مسجد حیدریہ سے نکالے جانے کے بعد اب انھوں نے یہ ڈھونگ رچایا ہے بہر حال ان سب لکھنے والوں کا تعلق ملتان سے ہے اور مفوضہ اور مذہب شیخیہ سے اور ان لوگوں سے ہے جو شیعیان حقہ جعفریہ اثناعشریہ کو مقصر کہتے ہیں

اس مختصر کتاب میں اتنا لکھنا ہی کافی ہے کہ اذان تو مستحب ہے لہذا مجتہدین عظام نے اس کے بارے میں مصلحت کے تحت جو کچھ لکھا وہ لکھا ۔لین نماز واجب ہے اس میں اپنی طرف سے کسی بات کا اضافہ جائز نہیں ہے مگر اب مذہب شیخیہ و مفوضہ وجمن شاہیہ اور صوفی شیعوں کی تبلیغات سے جو کچھ ہو رہا ہے وہ سب کے سامنے ہے ۔ بریلیوں اور دیوبندیوں کی طرح لڑائیاں ہو رہی ہیں مار کٹائی ہو رہی ہے پرچے ہو رہے ہیں مسجدیں سیل ہو رہی ہیں ۔

اور تعجب کی بات یہ ہے کہ مولانا عمار علی صاحب سونی پتی ۔تفسیر عمدۃ البیان کے مصنف اور مفتی سید محمد احمد صاحب سونی پتی کے وارثان و پس ماندگان کس طرح ان شیخی مبلغین کے فریب میں آ گئے ۔حتیٰ کہ مولانا عمار علی صاحب کی عمدۃ البیان جیسی تفسیر کی صحت کا سرٹیفکیٹ بھی شیخی مبلغین سے لکھایا ۔ دراصل علامہ سید عمار علی صاحب اور مفتی سید محمد احمد صاحب سونی پتی کے پس ماندگان و وارثان اور ہم وطنوں کو حافظ محمد یونس ۔اور محمد حسین سابقی اور ظہور حسین کوثر اور مولوی فضل عباس اور غضنفر عباس تونسوی جیسے باطل فرقوں کے مبلغین کی تبلیغ کے بعد کسی اور شیطان کے گمراہ کرنے کی ضرورت نہیں تھی خداوندتعالیٰ نے اہل سونی پت کو دو انمول موتی دیئے تھے کاش وہ ان کی روش کو اپناتے ہوئے اور گلگشت کالونی ملتان میں ان باطل فرقوں کے مبلغین کو غلبہ نہ کرنے دیتے ۔

بہر حال مختصر یہ ہے کہ تمام شیعیان پاکستان کے لئے لازم ہے کہ وہ امام کے اس فرمان کے مطابق کہ "الغلاۃ کفار والمفوضۃ مشرکون" غالی کافر ہیں اور مفوضہ مشرک ہیں ۔ نماز جماعت کے بارے میں امام جماعت کے لئے یہ تسلی کر لینی ضروری ہے وہ امام جماعت مذہب شیخیہ یعنی مفوضہ سے تو نہیں ہے
اور محمد و آل محمد کو ہی خالق و رازق ومحی و ممیت اور تمام نظام کائنات چلانے والا تو نہیں مانتا کیونکہ یہی لوگ بدعات پھیلانے میں لگے ہوئے ہیں اور انھوں نے ہی اپنے حلقہ اثر میں نماز کے تشہد میں شہادت ثالثہ پڑھنے کا فساد پھیلایا ہوا ہے لہذا آج جہاں تطہیر و تقدیس منبر کی ضرورت ہے وہاں تطہیر و تقدیس محراب بھی واجب ہوگی ۔

وما علینا الا البلاغ